

## تصوف کی قرآنی بنیادیں

(مولانا اشرف علی تھانویؒ کے افکار و اجتہادات کا مطالعہ)

اظہر اقبال \*

محمد عبداللہ \*\*

مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۸۶۳ء-۱۹۴۳ء) بیسویں صدی کے بلند پایہ عالم دین اور شیخ طریقت تھے۔ مولانا تھانویؒ نے برصغیر کی مشہور درس گاہ دارالعلوم دیوبند سے دینی علم حاصل کیا۔ ۱۴ سال کی تدریس کے بعد ۱۸۹۸ء میں اپنے شیخ طریقت حاجی امداد اللہ مہاجر کئی (م: ۱۸۹۹ء) کے مشورے سے خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون (ضلع مظفرنگر۔ اتر پردیش) میں قیام پذیر ہو گئے اور پھر اپنی پوری زندگی اسی خانقاہ میں قیام پذیر رہے اور دین اسلام پر درست انداز میں عمل کرنے کی تلقین اور مسلمانوں کی اصلاح کا کام کرتے رہے۔ مولانا تھانویؒ کا شمار ان شخصیات میں ہوتا ہے جو کثیر التصانیف ہیں۔ ان کی دینی و علمی خدمات، ویسے تو دین اسلام کے تمام میدانوں میں ہیں لیکن ان کی اصلاح و تجدید کا خاص میدان و موضوع "تصوفِ اسلام" ہے۔

مولانا تھانویؒ کو اسلامی تصوف سے خصوصی لگاؤ تھا جس کا انہوں نے اکثر مقامات پر اظہار بھی کیا اور اس میدان میں اپنی تجدیدی و اصلاحی خدمات پر اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کیا ہے۔ درج ذیل بحث میں مولانا تھانویؒ کی میدانِ تصوف میں ایسی ہی خدمت و کاوش کا تذکرہ ہے، جس میں انہوں نے مسائلِ تصوف کا استنباط قرآنی آیات سے کیا ہے، جس کو علوم القرآن کی اصطلاح میں "تفسیرِ اشاری یا علم الاعتبار" کہتے ہیں۔

محمد عبدالعظیم الزرقانی (م: ۱۹۴۸ء) اپنی کتاب مناہل العرفان فی علوم القرآن میں تفسیرِ اشاری کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کرتے ہیں:

“هو تاویل القرآن بغیر ظاہرہ لاشارة خفیة تظہر لارباب السلوک والتصوف و يمكن الجمع بينها وبين الظاهر والمراد ايضا ، وقد اختلف العلماء فی التفسیر المذكور فمنهم

\* پی۔ ایچ۔ ڈی اسکالر، شیخ زید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور پاکستان۔

\*\* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

من أجازہ ومنہم من منعه” (۱)

”یعنی تفسیر اشاری کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کی تاویل اس کے ظاہری معنی کے علاوہ کسی ایسے معنی سے کی جائے جس کی بنیاد کوئی ایسا مخفی اشارہ ہو جو اباب سلوک و تصوف پر منکشف ہوا ہو ان دونوں (تاویل میں جو معنی بیان ہوئے ہیں اور ظاہری مراد) کو جمع کرنا بھی ممکن ہو۔“ (۱)

اس کے بعد صاحب ”مناہل العرفان“ مزید لکھتے ہیں کہ:

”علماء کے درمیان اس طرح کی تفسیر کے جواز و عدم جواز کی بابت اختلاف ہے، بعض حضرات نے تو اس کی اجازت دی ہے اور کچھ لوگ اسے ناجائز سمجھتے ہیں، تاہم متعدد مفسرین نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔“  
تصوف کی قرآنی بنیادوں کے حوالے سے مولانا تھانویؒ کی تصنیفات کا تعارف :-

تفسیر اشاری کے حوالے سے مولانا تھانوی کی دو کتب خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ذیل میں ان کتب کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

۱. تائید الحقیقۃ بالآیات العتیقۃ-

۲. مسائل السلوک من کلام ملک الملوک-

(۱) تائید الحقیقۃ بالآیات العتیقۃ:

مولانا تھانویؒ اس کتاب کی وجہ تالیف کے حوالے سے لکھتے ہیں: کہ مجھے ۱۳۲۷ھ میں بہاولپور جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں قیام کے دوران میں نے ایک کتاب دیکھی جس کا نام کاتب نے فہرست میں ”شواہد احکام الصوفیۃ من القرآن“ لکھا تھا۔ توجہ میں نے اس کتاب کو دیکھا تو اس کو اپنی غرض کے موافق پایا، اس لئے میں نے مالک سے یہ کتاب عاریتاً لی اور وطن واپس آکر اس کتاب کا خلاصہ لکھا۔ اور جہاں ضرورت محسوس کی اس میں کمی بیشی کی۔ اور میں نے اس کا نام تائید الحقیقۃ بالآیات العتیقۃ رکھا۔ (۲)

اب اس کتاب کو مولانا تھانویؒ کی مشہور کتاب التکشف عن مہمات التصوف میں شامل کر دیا گیا ہے۔ جو کہ عربی زبان میں ہے۔ اور التکشف عن مہمات التصوف کے صفحہ نمبر ۳۹۴ سے ۴۱۰ تک ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں قرآنی سورتوں کی ترتیب کے مطابق تصوف کے مسائل مختصر الفاظ میں بیان کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کے عربی متن کے متصل بعد مولانا شاہ لطف رسول کا اس کتاب کا اردو ترجمہ ”التکشف عن مہمات التصوف“ میں دیا گیا ہے۔ اور یہ اردو ترجمہ اس کتاب کے ۲۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۲) مسائل السلوک من کلام ملک الملوک: (یعنی مسائل تصوف قرآن کی روشنی میں)

یہ کتاب ویسے تو مولانا تھانویؒ کی تفسیر "بیان القرآن" کا حصہ ہے مولانا تھانوی نے بیان القرآن میں مسائل تصوف مسائل السلوک من کلام ملک الملوک کے عنوان کے تحت ذکر کیے ہیں۔ لیکن اب اس کتاب کو قارئین کی آسانی کے پیش نظر تفسیر بیان القرآن سے الگ بھی شائع کیا گیا ہے۔ ادارہ اسلامیات، لاہور نے بھی یہ کتاب مسائل السلوک من کلام ملک الملوک یعنی مسائل تصوف قرآن کی روشنی میں، طبع کی ہے۔ اور اس کتاب کے عنوانات محمد اقبال قریشی نے تجویز کیے ہیں۔ اور یہ کتاب ۵۳۹ صفحات پر مشتمل ہے۔

"مسائل السلوک من کلام ملک الملوک" علماء کرام کی نظر میں:-

۱. : سید سلیمان ندویؒ اس کتاب کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جاہل پیروں اور دکاندار صوفیوں نے یہ مسئلہ گھڑا ہے کہ شریعت اور طریقت دو چیزیں ہیں اور اس زور و شور سے اس کو شہرت دی عوام تو عوام خواص تک اس کا رنگ چھا گیا ہے۔ حالانکہ یہ تمام تر لغو اور بے معنی ہے۔ مجدد الملت نے تمام عمر لوگوں کو یہی تلقین فرمائی ہے کہ طریقت عین شریعت ہے۔ احکام الہی باخلاص تمام تعمیل و تکمیل ہی کا نام طریقت ہے دگر ہیچ، اور یہی خواص امت کا مذہب ہے۔ اور جس نے اس کے سوا کہا وہ دین کی حقیقت سے جاہل اور فن سلوک سے نا آشنا ہے۔ حضرت مجدد الملت نے اس فن کے مسائل کو سب سے پہلے کلام پاک سے مستنبط فرمایا اور اس کے متعلق "مسائل السلوک من کلام ملک الملوک" اور "تائید الحقیقۃ بالآیات العتیقۃ" نام کے دو رسالے تالیف فرمائے۔“ (۳)

۲. ڈاکٹر عبدالحی عارفی اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

”اس کی ہر سطر مدلول آیت قرآنی اور ہر جملہ مصدر کیف روحانی ہے۔ سلوک کے ہر مسئلے کو آیات قرآنیہ سے ثابت فرمایا ہے اور تصوف کے ہر شعبہ کی کلام اللہ سے تائید فرمائی۔ یہ کتاب شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے۔ مخالفین تصوف کے لیے اتمام محبت اور مجہین سلوک کے لیے موجب ازدیاد محبت ہے۔“ (۴)

"مسائل السلوک من کلام ملک الملوک" کے چند مضامین کی فہرست:-

ذیل میں اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اس کی فہرست مضامین سے چند مضامین کے عنوانات ذکر

کیے جاتے ہیں:

اہل اللہ کے ساتھ معاملہ عداوت کیسا ہے؟ مدارِ خلافت علم و فہم ہے، استدرج اور خطر، کبر اکثر معاصی کی اصل ہے، ادب شیخ کی تعلیم، ذکر اللہ کا اصلی ثمرہ، مراقبہ کا ثبوت، مدرکات روحانیہ کا اثبات، فنا کے اندر بقاء، امور طبعیہ کا ملین میں بھی رہتے ہیں۔ تخفیف اعمال کی اصل، ابطال مدہانت، اہل اسرار کے کلام کے احکام، مجادلہ سے اعراض، ربانی کون ہیں، غصہ طبعی کمال کے منافی نہیں، جہاد اکبر کی نظیر، مرابطہ نفس، فضائل غیر اختیاریہ کے درپے نہ ہونا چاہیے، استغراق میں ترقی رک جاتی ہے، صوفیاء کا طریق احسن، یقین کے مراتب غیر متناہی ہیں، طلب جاہ کی مذمت، تبرکات کی تعظیم کا حکم، قبض معاصی کا سبب ہے، ہر ندامت توبہ نہیں، توبہ کا معتبر ہونا اصلاح پر موقوف ہے، مشائخ کو متصرف مستقل سمجھنے کا ابطال، رُہد کی تعدیل، اہل اللہ میں خوارق کی تلاش سے گریز کرنا چاہیے، تکالیف شرعیہ انبیاء سے بھی ساقط نہیں ہوتیں، عبدیت اور لوازم بشریت، اسباب منافی توکل نہیں، غلو فی الزہد کی ممانعت، قبض اور بسط عقلی ہیں، مرشد کے دو اہم کام، مال اور جاہ کی تحصیل میں انہماک مذموم ہے، اصلاح ظاہر و باطن کو جمع کرنے کا حکم، شیوخ سے اجتہادی خطا ہو سکتی ہے، گمراہ صوفیوں کا حال، امور غیبیہ غیر اختیاریہ ہیں، اوصاف سا لکین اپنے شیخ کے کشف اور خواب پر بالکل جزم نہ کرنا چاہیے، شیخ پر انتہاء خطا کا اعتقاد قبیح ہے، جاہل پیر کا مریدوں کے نذرانے بند ہونے کے خوف سے حق چھپانا، اولیاء کے مزارات پر فحور اور بدعات کا صدور قبیح میں اشد ہے، اعمال قلب وغیرہ پر مطلع ہونے کا دعویٰ نازیبا ہے، مجاہدہ کی ابتداء نفس سے کرنا چاہیے، شیخ میں جن اوصاف کا ہونا لازم ہے، علماء رسوم کا حال، صاحب ارشاد کا صاحب تصرف یا صاحب کشف ہونا ضروری نہیں، ہدایت شیخ کے قبضہ میں نہیں، شیخ کی توجہ کو اصلاح میں بڑا دخل ہے، تدبیر شرعی منافی توکل نہیں، غیر اللہ احیاء و اموات سے استغاثہ کرنے والوں کا نقصان، کسی کو اپنے حال و کمال پر ناز نہ کرنا چاہیے، ادراک کشفی و عقلی، عبودیت اشرف اوصاف ہے، اہل طریق کا ماضی کی یاد کو حجاب کہنے کا مقصد، اسرار غیر ضروریہ کا تفحص مذموم ہے، طالبانِ حق کی شان، حق تعالیٰ شانہ کے سوا کوئی مختارِ کامل نہیں، قطب التکوین اولیاء کا اثبات، موثر حقیقی حق تعالیٰ شانہ ہیں، جذب کی سلوک پر تقدیم، تصور شیخ میں راہ اعتدال، اہل اللہ کو غیب کا علم نہیں ہوتا، رہبت میں سہولت کی ضرورت، مریدین سے مال طلب کر نیکی مذمت، اختیار کو اشار سے میل جول نہ رکھنا چاہیے، خانقاہ کا ادب اور حق، اولیاء لوازم بشریت سے ماوراء نہیں ہوتے، خوارق اہل اللہ کے قبضہ میں نہیں، اظہار نعمت عجب و کبر میں داخل نہیں، کسی کے گناہوں کا ذمہ کوئی بھی نہیں دے سکتا، عقل و نظر کے ہوتے ہوئے تسویل نفسانی و شیطانی عذر نہیں، شیخ کا حکم باپ کا سا نہیں، مسئلہ فنا اور

اشتیاق الی الموت، قوی کو کبھی ضعیف سے علم حاصل ہو جاتا ہے، غیر اللہ میں علم و قدرت کی نفی، کبر بعض اوقات کفر تک پہنچا دیتا ہے، جاہ اور کمال میں تنافی نہیں، جس حیلہ میں مقصود شرعی کا ابطال ہو وہ جائز نہیں، تصوف باطل ہر فرحت کی مذمت، شیخ کو خود بھی عامل ہونا چاہیئے، کمالات سب موہوب ہیں، جس کی اصلاح کی امید نہ ہو اس سے قطع تعلق جائز ہے، معصیت سے اعمال کے انوار و برکات مضحک ہو جاتے ہیں، کفار کو بھی بلا مجاہدہ کشف ہو سکتا ہے، قسوت طویل غفلت سے پیدا ہوتی ہے، محبت الہی کی مخالفت کرنیوالے سے نفرت لازم ہے، اسباب فتنہ سے بچنا مطلوب ہے، محض عدم مال و جاہ کی بناء پر اہل اللہ کے استحقاق کی مذمت، جاہل سے غایت شفقت مطلوب ہے، صوفی کے مشاغل، شراب طہور کے حقائق و اسرار، نخوت قبول حق سے مانع ہے، مراقبات نافعہ فی الاصلاح، تکمیل مراتب اخلاص، مشائخ کو بعد ارشاد متوجہ الی اللہ ہونا چاہیئے، اسباب طبعیہ سے اہل باطل کا اثر بھی ہو سکتا ہے اور غفلت کا علاج ذکر ہے۔۔۔ وغیرہ“ (۵)

قرآن کی روشنی میں مسائل تصوف۔ مولانا تھانویؒ کے اجتہادات :-

ذیل میں مولانا تھانویؒ کی کتاب "مسائل السلوک من کلام الملک الملوک" سے مولانا تھانویؒ کے

چند اجتہادات و افکار نمونے کے طور پر ذکر کیے جاتے ہیں:

۱- يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ادْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ (۶)

ترجمہ: اے بنی اسرائیل یاد کرو تم لوگ میرے احسانوں کو جو کئے ہیں میں نے تم پر اور پورا کرو میرے عہد کو پورا کرو گا میں تمہارے عہد کو۔ (۷)

مولانا اشرف علی تھانویؒ اس آیت کی تفسیر میں وفا کے مراتب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”(اوفوا بعہدی) مراتب وفا میں نہایت وسعت ہے۔ پس ہماری جانب سے اول مرتبہ ادائے کلمہ شہادت ہے۔ اور حق تعالیٰ کی طرف سے جان و مال کی حفاظت ہے اور آخر ہماری طرف سے فنا ہے۔ یہاں تک کے فنا سے بھی فنا ہو جانا اور حق تعالیٰ کی طرف سے صفات و اسماء کے انوار سے آراستہ کر دینا پس وفا کی تفسیر ہیں جو آثار مختلفہ آئے ہیں اور وہ باعتبار مراتب متوسطہ کے ہیں اور وہ بکثرت ہیں اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اول مرتبہ ہماری طرف سے توحید افعال ہے اور آخر توحید صفات اور توحید ذات، اور حق تعالیٰ کی طرف سے وہ معارف و اخلاق ہیں جو ہر مرتبہ میں مناسب اس مرتبہ کے سالک پر فائز کئے جاتے ہیں۔“ (۸)

۲- "وَإِذْ وَاَعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ" (۹)

ترجمہ :- اور جب کہ وعدہ کیا تھا ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا پھر تم لوگوں نے تجویز کر لیا گو سالہ کو اور تم

نے ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی۔

اس آیت میں موسیٰ کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی مدت ۴۰ راتیں بیان ہوئی ہے۔ ان ۴۰ راتوں سے مولانا تھانویؒ نے صوفیاء کے چلے کی دلیل بیان کی ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

چلہ کی اصل :-

یہ آیت اہل سلوک کے چلہ کی اصل ہے اور گویہ موسیٰ کا قصہ ہے۔ لیکن جب اس کو نقل کر کے اسپرانکار نہیں کیا گیا تو یہ ہمارے لئے حجت ہو گیا خصوصاً جبکہ اس باب میں حدیث بھی آئی ہے۔ (۱۰)

چلہ کی اصل کے حوالے سے حدیث سے استشاد :-

مذکورہ آیت کی تفسیر میں مولانا تھانویؒ نے چلہ کی اصل کے حوالے سے ایک حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ذیل میں اس حدیث کا عربی متن اور ترجمہ ذکر کیا جاتا ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: " مَنْ أَخْلَصَ لِلَّهِ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا ظَهَرَتْ بَيْنَابِيعِ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ عَلَى لِسَانِهِ (۱۱)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص چالیس روز تک اللہ کے لئے خلوص (کے ساتھ عبادت) اختیار کرے، علم کے چشمے اس کے قلب سے (جوش زن ہو کر) اس کی زبان سے ظاہر ہوتے ہیں۔ (۱۲)

۳- "وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ" (۱۳)

اور ملت ابراہیمی سے تو وہی روگردانی کرے گا جو اپنی ذات ہی سے احمق ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں مولانا تھانویؒ نے صوفیاء کے ایک مشہور قول کا اثبات کیا ہے جو درج ذیل ہے۔

" مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ " یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا

اس میں اس قول کی اصل ہے۔ " مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ (۱۴)

۴- "قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا

وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ" (۱۵)

ترجمہ: "آپ ﷺ فرمادیجئے کہ اے اہل کتاب! او ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب نہ قرار دے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر"

اس آیت کے ضمن میں مولانا تھانویؒ نے ان لوگوں کا رد کیا ہے جو زندہ یا فوت شدہ شیوخ کی محبت اور تعظیم میں غلو کرتے ہیں:

بزرگان دین کی تعظیم میں غلو کا رد:

” اس میں ان لوگوں پر رد ہے جو شیوخ کے انقیاد یا تعظیم میں خواہ وہ احیاء ہوں یا اموات ہوں غلو کرتے ہیں گو یہ حضرات حق کے مظاہر کامل ہیں۔ چنانچہ امام ترمذیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے اور روایت کی تحسین بھی کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عدی بن حاتم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم تو انکی عبادت نہ کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات نہ تھی کہ وہ لوگ بہت سی اشیاء کو تمہارے لئے حلال کر دیتے تھے اور بہت سی اشیاء کو حرام کر دیتے تھے (یعنی بلا دلیل شرعی) پھر تم ان کے قول کو قبول کرتے تھے۔ عرض کیا ہاں یہ تو تھا۔ بس اسکا یہی مطلب ہے۔“ (۱۶)

۵۔ ”وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَتَبْنَا لِلنِّسَاءِ وَنَصِيبٌ مِّمَّا كَتَبْنَا وَاللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا“ (۱۷)

ترجمہ: اور تم کسی ایسے امر کی تمننا مت کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعض پر فوقیت بخشی ہے۔ مردوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کیلئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی درخواست کیا کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

مولانا تھانویؒ نے اس آیت کے حوالے سے لکھا ہے کہ کسی انسان کو ان فضائل کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے جو اس کے اختیار میں نہیں ہیں۔ اور اس طرح اسے اپنے مجاہدات پر عجب نہیں ہونا چاہیے۔ فضائل غیر اختیار یہ کے درپے نہ ہونا چاہیے:-

”اس میں نہیں ہے اس سے کہ فضائل غیر اختیار یہ کے درپے ہو کہ اس سے سخت تشویش پیدا ہوتی ہے جو کہ توجہ الی المقصود سے مانع ہوتی ہے۔“

مجاہدات پر نظر اور عجب نہ ہونا چاہیے:-

”اور نصیب مما اکتسبوا اور مما اکتسبن کے بعدوا سنلو اللہ من فضله کے لانے سے نہیں ہے کہ مجاہدات پر نظر اور عجب ہو۔“ (۱۸)

۶۔ ”لَا حَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ“ (۱۹)

ترجمہ: عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ خیرات کی یا کسی اور نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں۔

اس آیت کی روشنی میں مولانا تھانویؒ ان لوگوں کا رد کرتے ہیں جو خفیہ تعلیم کے قائل ہیں۔ خاص طور پر جاہل صوفیاء کا نظریہ ہے کہ تصوف کی تعلیمات خفیہ طریقے سے سینہ بہ سینہ چلی آرہی ہیں۔  
خلاف سنت تعلیم خفی کا بطلان :-

”جو تعلیم خفی موافق کتاب و سنت کے نہ ہو جیسا کہ بہت سے جاہل صوفی اس کو حق سمجھتے ہیں کہ طریقت مفاد شریعت کی تعلیم سینہ بہ سینہ جاری ہے۔ یہ آیت اس کے بطلان پر دلالت کرتی ہے۔“ (۲۰)

۷۔ “وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتِ” (۲۱)

ترجمہ: - اور آپ ان میں بہت سے ایسے آدمی دیکھتے ہیں جو دوڑ دوڑ کر گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر گرتے ہیں۔

اس آیت میں چند رذائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ مولانا تھانویؒ نے اس آیت کی روشنی میں ان قوتوں کا ذکر کیا ہے جو ان رذائل کے پیچھے کارفرما ہوتی ہیں:

قوت نطقیہ، قوت غضبیہ اور قوت شہویہ :-

”اٹم ایک رذیلہ ہے جو قوت نطقیہ (۲۲) سے پیدا ہوتا ہے اور عدوان (ظلم) ایک رذیلہ ہے جو قوت غضبیہ (۲۳) سے پیدا ہوتا ہے اور اکل سحت (حرام کھانا) ایک رذیلہ ہے جو قوت شہویہ (۲۴) پر مرتب ہوتا ہے۔ (تو اس میں دلالت ہے کہ افعال کے مصادر ملکات ہیں)“ (۲۵)

۸۔ “فَلَمَّا أَفْقُوا سَجَوْا أَعْيُنَ النَّاسِ” (۲۶)

ترجمہ: پس جب انہوں نے ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی کر دی۔

اس آیت سے مولانا تھانویؒ نے تین چیزوں کو ثابت کیا ہے :-

اول یہ کہ ناس میں موسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں۔ دوم یہ کہ خوارق اہل باطل سے بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔ اور سوم یہ کہ سحر کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے لوگوں کے خیالات میں تصرف کیا جاتا ہے جس کے اندر مسمیزم بھی داخل ہے۔

مسمیزم کی حقیقت :-

اس "ناس" میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں۔ چنانچہ سورہ طہ میں ہے "بخیل الیہ۔" (۲۷)



”اور پس اس سے کئی امر مستفاد ہوئے۔ اول خوارق (۲۸) سے دھوکہ نہ کھانا کہ اہل باطل سے بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔ ثانی سحر کی ایک قسم خیال میں تصرف کرنا بھی ہے اس میں مسمیزم (۲۹) بھی داخل ہے۔ ثالث ایسی چیزوں سے متاثر ہو جانا کمال باطنی کے خلاف نہیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام خائف ہوئے اور اہل حق کا ایسے امور پر یا ان کے ابطال پر قادر ہونا لازم نہیں۔“ (۳۰)

۹۔ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادًا أَفْتَالًا لَكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (۳۱)

ترجمہ: واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں سو تم ان کو پکارو پھر ان کو چاہیے کہ تمہارا کہنا کر دیں اگر تم سچے ہو۔

اس آیت کی روشنی میں مولانا تھانویؒ نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ فریاد کے طور پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو پکارنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ اگرچہ یہ آیت اصنام (بتوں) کے بارے میں ہے لیکن اس کی علت عباد کو قرار دیا گیا ہے۔

ندائے غیر اللہ بطور استغاثہ کے ناجائز ہے:-

آیت گواصنام کے بارے میں ہے بقرینہ مابعد ”الھم ارجل۔“ (۳۲)

لیکن حکم کا مناط ان کے عباد یعنی مملوک ہونے پر رکھا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نداء غیر اللہ بطور استغاثہ کے ناجائز ہے تو کہاں یہ آیت اور کہاں غالی جاہلوں کا فعل! (۳۳)

۱۰۔ ”فَلَا تَطْلُمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ“ (۳۴)

ترجمہ:- سو تم ان سب مہینوں کے بارے میں اپنا نقصان مت کرنا۔

یہ آیت اگرچہ حرمت والے مہینوں کے تقدس کے بارے میں ہے لیکن مولانا تھانویؒ نے اس ایک آیت پر مقدس مقامات کے قیاس کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان مقامات پر گناہوں اور بدعات کا صدور باقی مقامات کی نسبت زیادہ برا ہے۔

اولیاء کے مزارات پر فحور اور بدعات کا صدور فحیح میں اشد ہے:-

”ای فی الشهر الحرم (یعنی حرمت والے مہینے میں) اس سے معلوم ہوا کہ ازمنہ مبارکہ (بابرکت اوقات) میں۔ اور اسی پر اکنہ مبارکہ (مقدس مقامات) کو قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ یہاں پر معصیت کرنا فحیح میں اشد ہے۔ تو ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ اولیاء کے مزارات پر فحور اور بدعات کرتے ہیں جن کا عرس کے موقع پر

زیادہ صدور ہوتا ہے۔“ (۳۵)

۱۱۔ ”رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ“ (۳۶)

ترجمہ: اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں آباد کرتا ہوں۔

اس آیت کی روشنی میں مولانا تھانویؒ نے غالی صوفیاء کے اس طرز عمل کا رد کیا ہے جو توکل کا بہانہ بنا کر نہ تو خود کوئی ذریعہ معاش اختیار کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی لوگوں کے سہارے پر چھوڑ دیتے ہیں۔

توکل سے متعلق بعض غلاة صوفیاء کا غلط استدلال:-

”بعض غلاة (جمع غالی کی۔ حد سے گزرے ہوئے) صوفیاء نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اپنے اہل و عیال کو توکل پر ایسی جگہ رکھنا جائز ہے جہاں کچھ سر و سامان نہ ہو۔ مگر یہ استدلال اس لئے غلط ہے کہ یہ رکھنا وحی سے تھا تو اس پر دوسرے فعل کو جو بلا وحی ہو کیسے قیاس کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ کیا آپ کو خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ انہوں نے کہا وہ ہم کو ضائع نہ کریں گے۔“ (۳۷)

۱۲۔ ”وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ“ (۳۸)

ترجمہ: اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیے یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔

اس آیت کے ضمن میں مولانا تھانویؒ نے لکھا ہے کہ تکالیف شرعیہ سلوک کے کسی بھی مرتبہ پر ذمہ سے ساقط نہیں ہوتیں جیسا کہ بعض جھلاء صوفیاء کا خیال ہے اور اسی طرح بعض جاہل لوگوں سے جب کسی نام نہاد شیخ کے بارے میں پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے شیخ یا پیر نہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ ہی دیگر فرض عبادات؟ تو ان سے یہ بات سننے میں آتی ہے کہ یہ پہنچی ہوئی سرکار ہے۔

تکالیف شرعیہ کے ساقط ہونے کا اعتقاد الحاد محض ہے:-

”یقین کی تفسیر موت ہے تو اسمیں ان لوگوں پر رد ہے جو کہتے ہیں کہ کوئی مرتبہ سلوک میں ایسا ہے جس میں

تکالیف شرعیہ ساقط ہو جاتی ہیں اور یہ اعتقاد الحاد محض ہے۔“ (۳۹)

۱۳۔ ”وَلَا تَقُولُوا لِمَا نَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ“ (۴۰)

ترجمہ:- اور جن چیزوں کے بارے میں تمہارا جھوٹا زبانی دعویٰ ہے۔ ان کی نسبت یوں مت کہہ دیا کرو کہ فلانی چیز حلال ہے اور فلانی چیز حرام ہے۔

کسی چیز کہ حلال اور حرام قرار دینے کا اختیار صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پاس ہے۔ اس آیت کی روشنی میں مولانا اشرف علی تھانویؒ نے شریعت و طریقت کے درمیان تلازم کو ثابت کیا ہے۔ جس سے ان لوگوں کے نظریہ کی تردید ہوتی ہے۔ جو شریعت و طریقت کو جدا جدا چیز خیال کرتے ہیں۔

طریقت کے احکام شریعت کے مباحن نہیں :-

”اس سے معلوم ہو ا کہ طریقت کے احکام شریعت کے مباحن نہیں کہ یہاں کا حلال وہاں حرام ہو یا بالعکس۔“ (۴۱)

۱۴۔ ”وُنَزِّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ“ (۴۲)

ترجمہ : اور ہم ایسی چیزیں یعنی قرآن نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں تو شفاء اور رحمت ہے۔ مولانا تھانویؒ نے اس آیت کے ضمن میں تفسیر روح المعانی کے حوالے سے تصوف کی دو اصطلاحات تخلیہ اور تخلیہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

تخلیہ اور تخلیہ :-

”روح میں ہے کہ شفاء اشارہ ہے تخلیہ کی طرف اور رحمت اشارہ ہے تخلیہ (۴۳) کی طرف (۴۴)“

۱۵۔ “ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ“ (۴۵)

ترجمہ : اور ہم نے آپ ﷺ سے پہلے صرف آدمیوں کو ہی پیغمبر بنایا جن کے پاس ہم وحی بھیجا کرتے تھے۔ اس آیت سے جمہور علماء نے استدلال کیا ہے کہ رسالت صرف مردوں کے ہی ساتھ خاص ہے اسی طرح مولانا تھانویؒ کے بقول اہل طریق کے ہاں طریقت کی خلافت بھی صرف مردوں کو ہی دی جاتی رہی ہے۔

خلافت مردوں کو ہی دی جاتی ہے :-

”اس آیت سے جمہور نے استدلال کیا ہے مردوں کے ساتھ رسالت خاص ہونے پر۔ اور میں کہتا ہوں اگر تخصیص بھی مسلم نہ ہو تو غالب کا تو انکار ہی نہیں ہو سکتا۔ اور یہ اصل ہے اہل طریق کی اس عادت کی کہ

خلافت صرف مردوں ہی کو دیتے ہیں۔“ (۴۶)

۱۶۔ “اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ“ (۴۷)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ نور دینے والا ہے آسمانوں کا اور زمینوں کا۔

مولانا تھانویؒ نے اس آیت کی تفسیر میں امام غزالیؒ کا قول ذکر کر کے اس آیت کو وحدت الوجود کا حاصل قرار دیا ہے۔

مسئلہ وحدت الوجود کا حاصل :-

امام غزالیؒ نے نور کی تفسیر ”ظاہر بنفسہ و مظهر لغیرہ“ (۴۸) سے کر کے اس کا مصداق وجود کو ٹھرایا ہے۔ تو نور السموات والارض کے معنی وجود السموات والارض ہوئے اور حاصل مسئلہ وحدت الوجود کا یہی ہے۔ (۴۹) اسی طرح مولانا تھانویؒ نے سورۃ القصص کی اس آیت ”كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ“ (۵۰) یعنی سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں بجز اس کی ذات کے۔ کی روشنی میں بھی مسئلہ وحدت الوجود کا حاصل بیان کیا ہے۔

روح میں ہے کہ بجز وجہ حق یعنی ذات حق کے ہر شئی یعنی ہر موجود بالک ہے۔ یعنی معدوم ہے۔ مراد یہ ہے کہ کالمعدوم ہے۔ کیوں کہ اس کا وجود ذاتی نہ ہونے کے سبب ہر وقت قابل عدم ہے پس وہ وجود مثل لاوجود کے ہے اور وحدۃ الوجود کا یہ ہی حاصل ہے۔ پس آیت دلیل ہے مسئلہ وحدۃ الوجود کی۔ (۵۱)

۱۔ ”وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَى رَبَّنَا“ (۵۲)

ترجمہ: اور جو لوگ ہمارے سامنے پیش ہونے سے اندیشہ نہیں کرتے وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں آتے یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیں۔

اس آیت کی روشنی میں مولانا تھانویؒ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اسلامی تصوف میں اصل اعمال ہیں نہ کہ احوال اس لیے کہ احوال باطنیہ غیر اختیاری ہیں اختیاری نہیں ہیں لہذا جو لوگ احوال کے منتظر رہتے ہیں تو یہ بات ان میں تکبر کی علامت ہے۔

احوال باطنیہ غیر اختیاریہ کے منتظر رہنے کا منشاء تکبر ہے :-

”اس میں اس شخص کی مذمت کی طرف اشارہ ہے جو سلوک میں احوال باطنیہ غیر اختیاریہ کا منتظر رہتا ہے۔ اور اس طرف اشارہ ہے کہ منشاء اس انتظار کا حقیقت میں تکبر ہے اور اپنے مجاہدات اور اعمال پر استحقاق کا دعویٰ“ (۵۳)

۱۸۔ ”لَا يَخْطَمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ“ (۵۴)

ترجمہ: کہیں تم کو سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر بے خبری میں نہ پکل ڈالیں۔

عام عوام میں یہ بات رواج پاگئی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیا کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرح غیب کا علم حاصل ہے۔ مولانا تھانویؒ نے اس آیت کے ضمن میں اس بات کی تردید کی ہے۔

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کو علم غیب نہیں :-

”اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو علم غیب نہیں۔“ (۵۵)

۱۹۔ ”فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ - وَمَا أَنْتَ بِخَادِ الْعُمَىٰ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ“ (۵۶)

ترجمہ: سو آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور بہروں کو آواز نہیں سنا سکتے جبکہ پیٹھ پھیر کر چل دیں اور آپ اندھوں کو ان کی بے راہی سے راہ پر نہیں لاسکتے۔

مولانا تھانویؒ اس آیت کی تفسیر میں بعض لوگوں کے اس نظریے کی تردید کرتے ہیں کہ پیر اور شیخ اپنے کسی بھی مرید کو پل بھر میں کامل بنا سکتے ہیں۔ اس لیے اللہ کے علاوہ کسی کو اختیار نہیں۔ کسی کو کامل بنا دینا شیخ کے اختیار میں نہیں:-

”یہ تینوں جملے اس پر دال ہیں کہ ہدایت نہ کسی نبی کے قبضے میں ہے اور نہ کسی ولی کے تو بعض لوگ کیسے گمان کرتے ہیں کہ کامل بنا دینا شیوخ کے اختیار میں ہے۔“ (۵۷)

۲۰۔ ”فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ“ (۵۸)

ترجمہ: سو اس شخص سے زیادہ بے انصاف کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔

اس آیت کی روشنی میں مولانا تھانویؒ نے ان غلاۃ صوفیاء کا رد کیا ہے جو طریقت کو اصل قرار دیتے ہیں اور شریعت کو قشر۔ پھر اپنے اس دعوے کی آڑ لے کر احکام خداوندی کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

شریعت کو قشر بتلانے والے دعویٰ ولایت میں کاذب ہیں:-

”اپنے عموم لفظ سے ان کو بھی شامل ہے جو دعویٰ ولایت میں کاذب ہیں اور شریعت کو پس پشت ڈال کر اس کو قشر بتلاتے ہیں۔“ (۵۹)

۲۱۔ ”يُبَايِعُنكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا“ (۶۰)

ترجمہ: آپ ان سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہیں کریں گے۔

مولانا تھانویؒ نے اس آیت سے بیعت کے مقصد کو ثابت کیا ہے۔ ساتھ ہی ان لوگوں پر تنقید بھی کی ہے جو رسمی بیعت کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں اور کوئی عبادت یا عمل نہیں کرتے:

بیعت کی غرض و غایت:-

”یہ آیت بیعت کی غرض میں صریح ہے اور اس میں بیعت مسیٰ کا جس میں عمل کا اہتمام نہ ہو ابطال لازم آتا ہے۔“ (۶۱)

۲۲- “ وَلَا تَذَرْنَّ وُدًّا وَلَا سُوعًا وَلَا يَعْوَتٌ وَيَعُوقٌ وَنَسْرًا ” (۶۲)

ترجمہ: اور نہ ود کو اور سواع کو اور یعوٹ کو اور یعوق کو اور نسر کو چھوڑنا۔

دور حاضر میں بعض لوگ نیک لوگوں کے تبرکات کو اس حد تک اہمیت دیتے ہیں کہ وہ اس ضمن میں دین اسلام کی بنیادی تعلیمات و شرائط کو بھی پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ مولانا تھانویؒ نے اس آیت کی تفسیر میں راہ اعتدال کو بیان کیا ہے کہ اگر ان تبرکات و آثار کی وجہ سے دین میں خرابی پیدا ہو رہی ہو تو ان کو ترک کرنا واجب ہے۔

مفسدہ دینیہ کے خوف سے صلحاء کے آثار و تبرکات واجب التبرک ہیں:

”یہ انجام ہوا صلحاء کی تصویریں رکھنے کا جو کہ اس وقت مباح تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ صلحاء کے آثار و تبرکات کا زیادہ اہتمام کرنا جب کہ اس میں مفسدہ دینیہ کا خوف ہو واجب التبرک ہے۔“ (۶۳)

۲۳- “ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ” (۶۴)

ترجمہ: کہ تم لوگوں کو ضرور ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے۔

اس آیت کے ضمن میں مولانا تھانویؒ نے عارفین و سالکین کے مراتب و احوال اور کیفیات کو بیان کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ جو سالک اللہ کے دین کی پابندی اور اللہ تعالیٰ کے قرب میں جتنی کوشش کرتا ہے اسی قدر اس کے مرتبہ اور احوال میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔

عارفین میں مراتب و احوال:

”ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس کا خطاب رسول اللہ ﷺ کو ہے تو مراد اس سے مراتب قرب میں ترقی ہے (۶۵) اور یہی شان ہے آپ ﷺ کے ورثہ عارفین میں مراتب و احوال میں۔“ (۶۶)

۲۴- “ والعصر۔ ” (۶۷)

ترجمہ: قسم ہے زمانہ کی۔

سورۃ العصر کی تفسیر میں مولانا تھانویؒ نے زندگی کے لمحات کی قدر کرنے کا تذکرہ کیا ہے کہ انسان کی زندگی کا ہر لمحہ قابل قدر اور قیمتی ہے لہذا زندگی میں کبھی بھی ایک لمحہ کیلئے بھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ اہل اللہ کا یہ وصف ہے۔

زندگی کا ایک لمحہ قیمتی ہے:

”ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”دہر“ سے تفسیر فرمائی ہے (۶۸) پس اس میں تنبیہ ہے وقت عمر کے نعمت مغنم

ہونے پر اور اس پر اہل اللہ خوب متنبہ ہوئے ہیں کہ ایک لمحہ ضائع نہیں کرتے یا کمال حاصل کرتے ہیں جس کا ذکر امنوا و عملوا میں ہے یا تکمیل میں مشغول رہتے ہیں جس کا ذکر تو اصوا میں۔“ (۶۹)

۲۵۔ “إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ”۔ (۷۰)

ترجمہ: بالیقین آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہے۔ جو لوگ اللہ اور اہل دین کا استہزاء کرتے ہیں اور بلا وجہ ان کی دشمنی دلوں میں لیے پھرتے ہیں مذکورہ بالا آیت میں ان لوگوں کے لیے تنبیہ ہے کہ اپنی اس حرکت سے باز آ جاؤ ورنہ تمہیں برے انجام کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ولی اللہ کی مخالفت کا انجام:

”اطلاق سے دال ہے کہ آخرت کا ہر مخالف ہر خیر سے منقطع ہے کہ نہ اس کی حیات میں برکت ہے کہ زاد حیات اس سے جمع کرے نہ اس کے قلب میں خیر ہے کہ حق بات کو سمجھے یا اس میں حق تعالیٰ کی محبت و معرفت پیدا ہو۔ نہ اعمال میں برکت ہے کہ توفیق یا اخلاص ہو۔ اور یہی حالت ہوتی ہے آپ ﷺ کے ورثہ کی مخالفت کی جیسا کہ حدیث میں ہے۔ من عادى لى وليا فقد اذنته بالحرب۔۔۔ الحدیث (۷۱) کہ جو شخص میرے ولی سے عداوت کرے میں اس کو اشتہار جنگ دیتا ہوں۔“ (۷۲)

نتائج بحث:

مذکورہ بالا بحث سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

- صوفیاء کے اشغال و مجاہدات اگر شریعت کی حدود کے منافی نہ ہوں تو یہ روحانی ترقی میں مفید ہیں۔
- اسلامی تصوف اور شریعت میں تلازم و تطابق پایا جاتا ہے۔
- قرب الہی سے ہے، روحانی مقام و مرتبہ میں اضافہ ہوتا ہے۔
- تصوف، اباحت اور سینہ بہ سینہ رازوں کا نام نہیں ہے بلکہ یہ روح شریعت ہے۔
- تذکیہ کے لیے چالیس روز کی تعین قرآن حکیم سے بھی ہوتی ہے۔
- انبیاء، صوفیاء اور اولیاء کی تعلیم میں افراط و تفریط کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔
- حیاتِ انسانی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ اسے کسی طرح غفلت میں نہیں گزارنا چاہیے۔

## حوالہ جات و حواشی

- (۱) الزرقانی، محمد عبدالعظیم، مناہل العرفان فی علوم القرآن، مطبعہ عیسیٰ البانی الیچی و شرکاء، الطبعۃ الثالثہ، س.ن، ۷۸/۲
- (۲) تھانوی، اشرف علی، مولانا، التکشف عن مہمات التصوف، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، طبع ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ، ص: ۳۹۴
- (۳) ندوی، سید سلیمان، علامہ، مجدد ملت کے آثار علمیہ، المعارف (ماہنامہ)، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، انڈیا، فروری، ۱۹۴۴ء، جلد: ۵۳، ص: ۹۰؛ حسن تدبیر، سہ ماہی (حکیم الامت نمبر)، دہلی، جلد: ۱، شماره: ۳، مئی - اکتوبر ۲۰۰۷ء، ص: ۱۰۸
- (۴) عارفی، محمد عبدالحی، ڈاکٹر، فہرست تالیفات حکیم الامت، مکتبہ دارالعلوم کراچی، طبع جدید، شوال المکرم ۱۴۲۸ھ، ص: ۲۱۸
- (۵) تھانوی، اشرف علی، مولانا، مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، عنوانات، محمد اقبال قریشی، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۳ ستمبر ۱۹۹۰ء، ص: ۳ تا ۷
- (۶) البقرہ ۲: ۲۰
- (۷) تھانوی، اشرف علی، مولانا، القرآن الکریم مع ترجمہ و تفسیر بیان القرآن (اختصار شدہ)، پاک کمپنی، اردو بازار لاہور، س-ن، ص: ۹
- (۸) تھانوی، اشرف علی، مولانا، تفسیر بیان القرآن (مکمل)، مکتبہ رحمانیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، س-ن، ۴۸/۱؛ تھانوی، اشرف علی، مولانا، مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، عنوانات: محمد اقبال قریشی، ادارہ اسلامیات، لاہور، طبع ستمبر ۱۹۹۰ء، ص: ۵۴
- (۹) البقرہ ۲: ۵۱
- (۱۰) مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۵۷؛ بیان القرآن، ۵۲/۱
- (۱۱) تھانوی، اشرف علی، مولانا، التکشف عن مہمات التصوف، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، طبع ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ، ص: ۶۵۲
- (۱۲) تھانوی، اشرف علی، مولانا، شریعت و طریقت، ترتیب: مولانا محمد دین چشتی، ادارہ اسلامیات لاہور، طبع اپریل



- ۱۹۸۱ء، ص: ۴۲۷
- (۱۳) البقرہ ۲: ۱۳۰
- (۱۴) بیان القرآن، ۱/۹۵؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۶۷
- (۱۵) آل عمران ۳: ۶۴
- (۱۶) بیان القرآن، ۱/۲۴۷؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۱۰۲؛ آلوسی، محمود بن عبداللہ، شہاب الدین، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الاولى ۱۴۱۵ھ، ۲/۱۸۶
- (۱۷) النساء ۴: ۳۲
- (۱۸) بیان القرآن، ۱/۳۵۴؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۱۲۴
- (۱۹) النساء ۴: ۱۱۴
- (۲۰) بیان القرآن، ۱/۴۰۷؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۱۳۵
- (۲۱) المائدہ ۵: ۶۲
- (۲۲) قوت گویائی
- (۲۳) غصہ پیدا دلانے والی قوت
- (۲۴) شہوت پیدا کرنے والی قوت
- (۲۵) بیان القرآن، ۱/۴۹۶؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۱۵۱
- (۲۶) الاعراف ۷: ۱۱۶
- (۲۷) طہ: ۲۰: ۶۶
- (۲۸) خوارق: عادت سے ہٹ کر کسی کام کا ہونا
- (۲۹) مسمومہ بزم: ”حقیقت اس عمل کی یہ ہے کہ قوت نفسانیہ کے ذریعہ سے بعض افعال کا صادر کرنا جیسے اکثر افعال قوی بدنہ کے ذریعہ سے صادر کئے جاتے ہیں۔ پس قوی نفسانیہ بھی مثل قوت بدنہ کے ایک آلہ ہے صدور افعال کا۔ (تھانوی، اشرف علی، مولانا، بوادر النواذر، ادارہ اسلامیات لاہور، اگست ۱۹۸۵ء، ص: ۳۶۲)
- (۳۰) بیان القرآن، ۲/۴۹؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۲۰۱
- (۳۱) الاعراف ۷: ۱۹۴
- (۳۲) الاعراف ۷: ۱۹۵

- (۳۳) بیان القرآن، ۷۷/۲؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۲۱۰
- (۳۴) التوبہ: ۳۶: ۹
- (۳۵) بیان القرآن، ۱۳۰/؛ السلوک من کلام ملک الملوک ص: ۲۲۹
- (۳۶) ابراہیم ۱۳: ۳۵
- (۳۷) بیان القرآن، ۳۰۸-۳۰۹؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک ص: ۲۸۶
- (۳۸) الحجر ۱۵: ۹۹
- (۳۹) بیان القرآن، ۳۲۵/۲؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک ص: ۲۹۲
- (۴۰) النحل ۱۶: ۱۱۶
- (۴۱) بیان القرآن، ۳۵۶: ۲؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک ص: ۲۹۹
- (۴۲) بنی اسرائیل ۱۷: ۸۲
- (۴۳) تخلیہ: اوصاف مذمومہ کو دور کرنا؛ تخلیہ: اوصاف محمودہ کو پیدا کرنا (شریعت و طریقت، ص ۴۹)
- (۴۴) بیان القرآن، ۳۹۲/۲؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک ص: ۳۰۹؛ روح المعانی، ۱۳۸/۸
- (۴۵) الانبیاء ۲۱: ۷
- (۴۶) بیان القرآن، ۴۸۳/۲؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۳۴۵
- (۴۷) النور ۲۳: ۳۵
- (۴۸) صدیقی، محمد اسحاق، الفکر السنیة والحاجة إليها، الجامعة الاسلامیة بالمدينة المنورة، ذوالحجہ ۱۴۰۳ھ، ۱/۵۶؛  
تھانوی، شرف علی، مولانا، بوادر النوادر، رسالہ: ظہور العدم بنور القدم، ادارہ  
اسلامیات، لاہور، اگست ۱۹۸۵ء، ص: ۶۶۴
- (۴۹) بیان القرآن، ۵۸۲/۲؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۳۷۵
- (۵۰) العنکبوت ۲۹: ۸۸
- (۵۱) بیان القرآن، ۱۰۶/۳؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۴۲۲
- (۵۲) الفرقان ۲۵: ۲۱
- (۵۳) بیان القرآن ۲۰/۳؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۳۸۲
- (۵۴) النمل ۲۷: ۱۸

- (۵۵) بیان القرآن، ۶۱/۳؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۴۰۶
- (۵۶) الروم ۳۰: ۵۲ تا ۵۳
- (۵۷) بیان القرآن، ۱۴۱/۳؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۴۳۳
- (۵۸) الزمر ۳۹: ۲۸
- (۵۹) بیان القرآن ۲۹۹/۳؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۴۶۸
- (۶۰) الممتحنہ ۶۰: ۱۲
- (۶۱) بیان القرآن، ۵۴۳/۳؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۵۰۹
- (۶۲) نوح ۷۱: ۳۱
- (۶۳) بیان القرآن، ۵۹۷/۳؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۵۲۰
- (۶۴) الانشقاق ۸۴: ۱۹
- (۶۵) خطابا للنبی ﷺ، اى لتزکبن یا محمد حلالا بعد حال، قال ابن عباس (القرطبي، محمد بن احمد بن ابى بکر ابو عبدالله، الجامع لاحکام القرآن، تحقيق: احمد ابرودنى و ابراهيم الحفيظ - دار الكتب المصرية، القاهرة، الطبعة الثانية ۱۹۶۴ء، ۲۷۸/۱۹)
- (۶۶) بیان القرآن، ۶۴۳/۳؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۵۲۶
- (۶۷) العصر ۱۰۳: ۱
- (۶۸) والعصر اى الدهر، قاله ابن عباس و غيره - (القرطبي، محمد بن احمد بن ابى بکر ابو عبدالله، الجامع لاحکام القرآن، تحقيق: احمد ابرودنى و ابراهيم الحفيظ - دار الكتب المصرية، القاهرة، الطبعة الثانية ۱۹۶۴ء، ۱۷۸/۲۰)
- (۶۹) بیان القرآن، ۶۸۳/۳؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۵۳۵
- (۷۰) الكوثر ۳/۱۰۸
- (۷۱) البخارى، محمد بن اسماعيل، ابو عبدالله، صحيح البخارى، كتاب الرقاق، باب التواضع، ح ۶۵۰۲، المحقق محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الاولى ۱۴۲۲ھ، ۱۰۵/۸
- (۷۲) بیان القرآن، ۶۹۰/۳؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۵۳۶



